فقہ و فتویٰ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم اور مفتی کی شرائط و فرائض کا تحقیقی جائزہ

Lexical and Terminological Meaning of Fiqh and Fatwa and a Research Review of the Conditions and Duties of a Mufti

*Hafiz Abdullah
**Abdul Latif Nangraj,
***Muhammad shahab

Abstract:

A person eligible to issue fatwas must be well-versed in the knowledge of the Book of Allah. He should have a correct understanding and interpretation of abrogated and non-abrogated verses, as well as clear and ambiguous verses, along with knowledge of the reasons and places of revelation. Moreover,he should be familiar with the rules and principles of the Arabic language, which is the language of the Quran and Hadith, and have an interest in the poetry of Arab poets to aid in understanding the Arabic language.To comprehend the Quran and Hadith, he should be aware of various sources and issues. Additionally, he should possess the quality of justice and be knowledgeable about the customs and traditions of people from different regions. Furthermore, he should have the ability and skill to assess matters and conditions. Such a person is permitted to discuss religious rulings and issue fatwas regarding what is lawful and unlawful

Keywords: Fiqh, Fatwa, Mufti, Islamic Jurisprudence, Principles of Religion

*Sheikh Zayed Islamic Centre Punjab University Lahore
**Lecturer Shaheed Benazir Bhuttoo University Shaheed Benazirabad
***Ph.D. Scholar, Department of Islamic theology Islamia Collage University Peshawar

ان تمام مسائل میں ادراک فہم حاصل کرنا جو انسان پر فرض ہیں نہایت ضروری ہے اس لیے کوشش ومحنت کر کے انہیں سیکھ لینا چاہیے اور یقیناً علم فقہ حاصل کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر وبرکت کا مستحق بھی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:«من يرد الله به خير يفقه في الدين»'' اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی فقاہت عطا فرماتے ہیں ۔''یقیناً فتویٰ دینا انتہائی حساس قابل قدر اور بڑی فضیلت والا کام ہے کیونکہ مفتی انبیاء کرام کا وارث ہوتا ہے اور فرض کفایہ کو ادا کرتا ہے ۔ گو وہ ان کی طرح معصوم عن الخطاء نہیں ہوتا بلکہ اس سے سھو خطا کا صدور ممکن ہوتا ہے غالباً اسی لیے علماء نے کہا کہ مفتی اللہ رب العزت کی طرف سے دستخط کرنےوالا ہے ۔مسند افتا کے اہل وہ شخص ہو سکتا ہے جوکتاب اللہ کے علوم سے بخوبی آگاہ ہوناسخ ومنسوخ محکم و متشابہ آیات کی صحیح تاویل وتفسیر ،اسباب نزول ،مقام نزول میں تمیز کرنے کیے صلاحیت رکھتا ہواسی طرح لغت عربی جو قرآن و حدیث کی زبان ہے اس کے قواعد و اصول سے بھی واقف ہو عرب شعراء کےکلام سے دلچسپی رکھنے والا ہو تاکہ اسے عربی زبان سمجھنے میں مدد مل سکے ۔قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے ہر قسم کے ذرائع ومسائل سے باخبر ہو اس کے ساتھ ساتھ وہ انصاف کی خوبی سے متصف ہو نیز مختلف علاقہ جات کے لوگوں کی عادات و رسوم اور ان کے عرف سے بھی باخبر ہو اس کے علاوہ اس میں معاملات و احوال کوجانچنے کی صفت اورمہارت ہو ایسے شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ دینی احکام میں گفتگو کرے او رحلال وحرام کے متعلق فتویٰ دے اس کے علاوہ دوسرے شخص کے لیے کسی صورت میں جائز نہیں فتاویٰ اہل حدیث پیش آمدہ مسائل کا صرف جواب اور حل ہی نہیں پیش کرتا بلکہ کتاب وسنت اور اسلاف کے تعامل سے کسب فیض اور اخذ احکام کا سلیقہ بھی سکھا ہے ۔

فقہ کا معنی ومفہوم لغوی وضاحت:

لفظ فقہ فہم، سمجھ اور دانش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیساکہ مندرجہ ذیل دلائل سے واضح ہے:

1-﴿قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ﴾[1]

''انہوں نے کہاے شعیب! تیری اکثر باتیں توہماری سمجھ میں ہی نہیں آتی ''

2-﴿ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴾2

"انہیں کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قرب نہیں ۔"

3۔ ﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ ﴾ [3] "ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت نکلے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں۔"

4۔حدیث نبوی ہے : «من یرد الله به خیرا یفقه فی الدین »[4]

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کاارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں ۔"

یہ لفظ عربی گرائمر کےاعتبار سے باب فَقُہَ سمع ،کرم کا مصدر ہے ۔ باب تَفَقَّہَ تفعل بھی اسی معنی میں استعمال کیاجاتاہے ۔ فقه ، أفقه تفعیل ،افعال یہ ابوب "سکھانا اور سمجھنا" کے معنی میں مستعمل ہین ۔ لفظ فقیہ "علم فقہ جاننےوالے اور بہت سمجھ دار شخص" پر بولا جاتا ہے ۔ اس کی جمع "فقہاء" مستعمل ہے ۔5

اصطلاحی تعریف :

"العلم بالأحكام الشرعية العلمية المكتسبة من أدلتها التفصيلية ""ایساعلم جس میں ان شرعی احکام سے بحث ہوتی ہے جن کا تعلق عمل سےہے اور جن کوتفصیلی دلائل سےحاصل کیا جاتا ہے۔"6

عموماً علم فقہ کی وہی تعریف کی جاتی ہے جودرج بالا سطور میں موجود ہے ۔ علاوہ ازیں مختلف فقہاء نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں جنہیں یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم فقہ میں صرف ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جومحض بندوں کے افعال سے تعلق رکھتے ہوں جیسے نماز، روزہ ،نکاح ،طلاق ،خرید و فروخت اور جرائم وغیرہ ۔ بالفاظ دیگر اس علم میں صرف ایسےاحکام شامل ہیں جو عبادات اور معاملات سے متعلق ہوں اور ایسے احکام کا اس میں کوئی دخل نہیں جو عقائد وایمانیات سے تعلق رکھتے ہوں ۔

فقہ کی اہمیت و ضرورت

علم فقہ حاصل کرنا یعنی بعض اوقات تو فرض عین ہوتا ہے جیسا کہ ان امور ومسائل کاسیکھنا کہ جن کے بغیر کوئی فرض عین حکم ادا ہی نہ ہوسکتا ہومثلاً وضو ،نماز اور روزے وغیرہ کا طریقہ وکیفیت ۔

اور بعض علماء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: «طلب العلم فریضة علی کل مسلم»[7] ”علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے ۔“اس حدیث کو اسی پر محمول کیاہے یعنی صرف ان مسائل کاعلم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جو اس پر فرض عین ہیں ۔ شافعیہ کے نزدیک کسی چیز کے وقت وجوب سےپہلے ہی اس کا سیکھ لینا لازم ہے جیساکہ اشخص پر جمعہ کے لیے وقت سے پہلے ہی سعی وکوشش کر کے آنا لازم ہے جس کا گھر دو رہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ مالا یتم الواجب إلا بہ فھو واجب [8] ”جوچیزکسی واجب کی تکمیل کے لیے ناگزیر ہو وہ بھی واجب ہے ۔“ پھر اگر کوئی عمل فوری طور پر واجب ہو گا تو اس کی کیفیت سیکھنا بھی فوری طور پر واجب ہو گا اور اگر کوئی عمل تاخیر سے واجب ہو گا جیساکہ حج تو اس کی کیفیت سیکھنا بھی تاخیر سے ہی واجب ہو گا ۔ البتہ نکاح ، خرید وفروخت اور تمام معاملات کےمسائل ہر ایک پر سیکھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو شخص ان میں سے کچھ کرنا چاہتا ہو گا صرف اسی پر سیکھنا واجب ہو گا ۔ بعض اوقات علم فقہ حاصل کرنا فرض کفایہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کے بغیر اقامت دین کے لیے لوگوں کے پاس کوئی چارہ نہ ہو ۔ مثلاً قرآن ، احادیث اور ان کے علوم وغیرہ کوحفظ کرنا ۔ اور بعض اوقات علم فقہ حاصل کرنا نفل بھی ہوتا ہے۔ اس میں وہ تمام علوم ادلۃ شامل ہیں جو فرض کفایہ کی مقدار سے زائد ہیں نیز عوام الناس کاعمل کی غرض سے نفلی عبادات سیکھنا بھی اس میں شامل ہے ۔ معلوم ہوا کہ ان تمام مسائل میں ادراک فہم حاصل کرنا جو انسان پر فرض ہیں نہایت ضروری ہے اس لیے کوشش ومحنت کر کے انہیں سیکھ لینا چاہیے اور یقیناً علم فقہ حاصل کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیرو برکت کا مستحق بھی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین»[9] ’اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقاہت عطا فرما دیتے ہیں ۔“

فتویٰ کا مفہوم:

لغوی اعتبار سے فتویٰ اسم مصدر ہے جو کہ افتا کے معنی میں مشتمل ہے اور اس کی جمع فتاویٰ بفتح الواو اور فتاوِیٰ بکسر الواو آتی ہے۔قرآن کریم میں بھی یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے۔چنانچہ ارشاد

باری تعالیٰ ہے:" لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں فرمادیجئے! اللہ تمھیں کلالہ کے متعلق فتویٰ دیتا ہے۔"10

اصطلاحی تعریف :

مسائل طلب کرنے والے کے لئے دلائل کی روشنی میں شرعی حکم کی وضاحت کرنا فتویٰ کہلاتا ہے۔[11]

اہمیت فتویٰ:

فتویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

"اے پیغمبر !ﷺ یہ آپ سے عورتوں کے متعلق فتویٰ طلب کرتے ہیں فرمادیجئے! اللہ تمھیں ان کے متعلق فتویٰ دیتا ہے۔"12 یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں اپنی مایہ ناز اور بلند پایہ کتاب کانام'اعلام الموقعین عن رب العالمین' رکھا ہے۔یعنی مفتی حضرات سے جب دینی مسائل دریافت کیے جاتے ہیں تو ان کا جواب دیتے وقت گویا وہ اللہ رب العزت کی طرف سے دستخط کرتے ہیں۔علامہ موصوف فرماتے ہیں:"جب ملوک وسلاطین کی طرف سے دستخط کرنے کامنصب اس قدر بلند ہے کہ اس کی قدرومنزلت سےانکار نہیں کیا جاسکتا۔اور دنیا میں اسے اعلیٰ مرتبہ شمار کیا جاتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دستخط کرنے کی عظمت وشان تو اس سے کہیں زیادہ بلند وبرتر ہے۔"13 رسول اللہ ﷺ زندگی بھر اس عالی شان منصب پر فائز رہے کیونکہ نبوت کااصل محور یہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:" ہم نے آپ کی طرف زکر شریعت کو نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ان کی طرف نازل شدہ شریعت کی تشریح فرمایئں تاکہ وہ غور وفکر کریں ۔"14 علامہ نووی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"یقیناً فتوی دینا انتہائی حساس قابل قدر اور بڑی فضیلت والا کام ہے کیونکہ مفتی حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کا وارث ہوتا ہے اور فرض کفایہ کوادا کرتا ہے۔گو وہ ان کی طرح معصوم عن الخطا نہیں ہوتا بلکہ اس سے سھو وخطا کا صدور ممکن ہوتاہے غالباً اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ مفتی اللہ رب العزت

کی طرف سے دستخط کرنے والا ہوتا ہے۔"15 چونکہ فتویٰ کا موضوع اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کرنا ہے تاکہ لوگ ان کے مطابق عمل کر سکیں اسی لئے مفتی کو اللہ تعالیٰ کا ترجمان قرار دیا جاتا ہے۔مذکورہ حقائق سے معلوم ہوا کہ فتویٰ انتہائی حساس اور بلند پایہ معاملہ ہے اور بہت بڑی ذمہ داری کا حامل ہے۔

مفتی ور اس کی شروط:

مسند افتاء پر فائز ہونے والے حضرات فاضل کو مفتی کہا جاتا ہے ان میں چند شروط کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

علم:

اسلام عقل اور بلوغ کی شرائط کے بعد ایک مفتی کے لئے ضروری ہے۔کہ وہ علم کے زیور سے آراستہ ہو کیونکہ علم کے بغیر فتویٰ دینا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ایسا کرنے والا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اورلوگوں کی گمراہی کا باعث بنتا ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"آپ ﷺ فرمادیجئے! یقیناً میرے رب نے ظاہری اور پوشیدہ فحاشی تیز گناہ اور ناحق بغاوت بلا دلیل اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے اور علم کے بغیر اللہ پرافتراء پردازی سے منع فرمایا ہے۔"16 اس آیت کریمہ میں حصر"انما"کے ساتھ محرمات کو ذکر کرتے ہوئے بلاعلم فتویٰ دینے کو فواحش بغاوت اورشرک کے ساتھ ذکر کیا ہے۔اورترتیب کے اعتبار سے اسے آخر میں بیان کیا ہے۔ اس انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تینوں گناہ اپنی جگہ پر اکبر الکبائر میں سے ہیں لیکن علم کے بغیر فتویٰ دینا ان تینو ں سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس جرم کی شناخت کوبیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:"جو جھوٹ تمہاری زبانوں پر آجائے اس کی بناء پر یوں نہ کیا کرو یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ پر جھوٹ افترا کرنے لگو،جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے۔"17علامہ ابن صلاح اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معنوی اعتبار سے اس آیت کے مفہوم میں ہر وہ شخص داخل ہے جو فتویٰ دینے میں سہل پسندی اور کجروی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قراردیتا ہے۔18 رسول اللہ ﷺ علمی انحطاط

کی نحوست بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:«إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»19 ''اللہ تعالیٰ یکبار گی علم کو اس طرح نہیں اٹھا لے گا کہ لوگوں کے دلوں سے کھینچ باہر کرے بلکہ علمائے ربانی کو فوت کرنے سے علم کواٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب حقیقی علماء کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ علم سے کورے جہلا کو ریاست علم کے مسند نشین مقرر کرلیں گے پھر جب ایسے لوگوں سے مسائل دریافت کیے جائیں گے تو وہ جہالت اور بے علمی کی وجہ سے غلط فتویٰ دیں گے۔ انجام کار خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ فتویٰ دینا اقلیم علم کی حقیقی بادشاہت ہے اور علم کے بغیر فتویٰ دینا انتہائی قابل مذمت اور لائق نفرت ہے۔20 رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:''جس شخص نے میری طرف کوئی ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے اور اگر کسی مسلمان سے اس کا کوئی مسلمان بھائی مشورہ طلب کرے تو وہ اسے غلط مشورہ دے تو اس نے اپنے بھائی سے خیانت کا ارتکاب کیا ہے اور جس نے بلاتحقیق اور دلائل میں غور وفکر کئے بغیر فتویٰ صادر کیا اور وہ غلط ہو اتو اس کا گناہ اس مفتی پر ہوگا۔''21 علامہ خطیب بغدادی امام شافعی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''مسند افتا کے اہل وہ شخص ہوسکتا ہے جو کتاب اللہ کے علوم سے بخوبی آگاہ ہو ناسخ ومنسوخ محکم وتشابہ آیات کی صحیح تاویل وتفسیر اسباب نزول مقام نزول اور مراد نصوص سے مکمل طور پر آگا ہ پھر صحیح وضعیف میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اسی طرح لغت عربی جو قرآن وحدیث کی زبان ہے اس کے قواعد واصول سے بھی واقف ہو عرب شعرا کے کلام سے دلچسپی رکھنے والا ہوتا کہ اسے عربی زبان سمجھنے میں مدد مل سکے۔قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے ہر قسم کے زرائع ووسائل سے باخبر ہو اس کے ساتھ ساتھ وہ انصاف کی خوبی سے متصف ہو نیز مختلف علاقہ جات کے لوگوں کی عادات ورسوم اور ان کے عرف سے بھی باخبر ہو اس کے علاوہ اس میں معاملات واحوال کو جانچنے کی صفت اور مہارت ہو ایسے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ دینی احکام میں گفتگو کرے اور حلال وحرام

کے متعلق فتویٰ دے اس کے علاوہ دوسرے شخص کے لئے کسی صورت میں جائز نہیں۔"22 واضح رہے کہ مذکورہ شروط ان علماء فاضل کے لئے ہیں۔جو ایک مجتہد کی حیثیت سے مسند افتا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں وگرنہ عمومی مسائل جو کہ مجالس وعظ اور دروس کے بعد لوگ دریافت کرتے ہیں اگر ان کے متعلق وہ صحیح علم رکھتا ہے تو اسے عوام کی ضرور راہنمائی کرنی چاہیے حتیٰ کہ اگر عوام میں سے بھی کوئی صحیح مسئلہ معلوم ہو تو اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کی راہنمائی کرے۔ان کے علاوہ بدیہی امور یعنی توحید اتباع سنت عبادات اور فکر آخرت سے متعلق لوگوں کو راغب کرنے کا فریضہ تو ہر مسلمان کو سر انجام دینا چاہیے اس لحاظ سے ہر مسلمان مبلغ وداعی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:"میری طرف سے فریضہ تبلیغ ادا کرو خواہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو۔'

ورع و تقویٰ:

فتوی دیتے وقت مفتی کی نیت خالص اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہئے احبار ورھبان کی طرح نفسانی خواہشات اور دینوی مفادات اسے اظہار حق اور ابطال باطل سے باز نہ رکھیں امام مالکؒ فرماتے ہیں :"کسی شخص کو دینی سوال کا جواب دینے سے پہلے اپنے آپ کو جنت اور دوزخ پر پیش کر لینا چاہئے پھر نجات کا راستہ معلوم کر کے اسے جواب دینا چاہیے ۔"حضرت سعید بن مسیب جب کوئی مسئلہ بتاتے یا کوئی فتوی دیتے تو فرمایا کرتے تھے :"اے اللہ ! مجھے محفوظ رکھنا اور لوگوں کو غلط بات کہنے سے مجھے باز رکھنا ۔"23 امام احمد فرماتے ہیں :"کہ انسان کو چاہیے کہ وہ دینی مسائل میں سوچ و سمجھ کرے کیونکہ وہ اپنے اعمال واحوال کے متعلق قیامت کے دن جواب دہ ہے ۔"24 حضرت ابن خلدنے امام ربیع کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا : "اے ربیع!آپ لوگوں کو فتوی دیتے ہیں آپ کے پیش نظر سائل کو سہولت دینا نہیں ہونا چاہیے بلکہ آپ کو اپنی نجات کی فکر ہونی چاہیے کہ میں اس مسئلہ کے بھنور سے کیسے خلاصی حاصل کروں ۔"25 علامہ ابن صلاح آداب مفتی کے متعلق فرماتے ہیں :"کہ وہ سچا پکا مسلمان ،ثقہ اور امانت دار ہو ، فسق و فجور اور اس کے اسباب سے بچنے والا اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنے والا ہو کیونکہ جو شخص ایسے اوصاف کا حامل نہ ہو اس

کی بات قابل اعتماد نہیں ہوتی اگرچہ وہ مجتہد ہی کیوں نہ ہو۔"26 آخر میں خلاصہ کے طور پر ہم امام حنبل کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب تک کسی شخص میں مندرذیل پانچ چیزیں نہ ہوں وہ منصب افتا کے قابل نہیں ہے۔

1خلوص نیت کیونکہ جس کی نیت خالص نہ ہو اس کے چہرے پر نور اور اس کی بات میں اثر نہیں ہوتا۔

2زیور علم سے آراستہ بردبار اور باوقار شخصیت کا مالک ہو کسی صورت میں جلد بازی سے کام لینے والا نہ ہو۔

3وہ فن افتا میں ماہر اور پیش آمدہ مسائل کرنے پر قدرت رکھنے والا ہو۔

4 وہ لوگوں سے بے نیاز ہو بصورت دیگر لوگوں کی نظر میں اس کی ذرا بھر وقعت نہیں ہوگی۔

5 وہ لوگوں کی عادات ورسوم اور ان کے احوال وظروف نیز زمینی حقائق سے آگاہ ہو۔27

مفتی کے فرائض:

فتویٰ دینے والے حضرات کی متعدد ذمہ داریاں ہیں جن کی بجاآوری ضروری ہے ہم ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں

تواضع:

مفتی کو چاہئے کہ وہ متواضع اور متفکر المزاج ہو اگر کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے یا اس کے جواب سے خود مطمئن نہ ہو تو صاف صاف کہہ دیا جائے کہ مجھے معلوم نہیں۔صرف عزت نفس کو بچانے کے لئے کوئی نہ کوئی جواب تراشنا یا ظن وتخمین سے اس کا جواب دینا درست نہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں:"جب آپ سے کوئی ایسا مسئلہ دریافت کیا جائے جسے آپ نہیں جانتے تو اس کے جواب سے راہ فراراختیار کرو۔شاگردوں نے پوچھا:وہ کیسے؟تو فرمایا: کہو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"28 حضرت امام مالک فرماتے ہیں:"ایک مسئلہ دریافت کیا گیا آپ نے

جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں ۔سائل نے کہا :معمولی سا مسئلہ بھی آپ کو معلوم نہیں تو امام صاحب غصہ میں آکر فرمانے لگے :علم میں کوئی چیز معمولی نہیں ہے ۔"امام شافعی فرماتے ہیں :"سائل کو اللہ اعلم سے جواب دینا بھی نصف علم ہے ۔"29 علامہ ابن صلاح فرماتے ہیں :"کہ سلف صالحین سے جب مسائل دریافت کیے جاتے اور انہیں اگر جواب معلوم نہ ہوتا تو بلا دھڑک کہہ دیتے کہ میں نہیں جانتا یا جواب معلوم ہونے تک اسے مؤخر کر دیتے کہ بعد میں جواب دوں گا کیونکہ جس چیز کا علم نہ ہو اسے تسلیم کر لینا ہی عالم کی شان ہے ۔"30

حسن عمل :

جس نیکی اور بھلائی کے کام میں جواز کا فتوی دیا جائے یا کسی برائی اور اس کی حرمت کا کہا جائے تو مفتی کو چاہیے کہ اپنے فتوی پر خود بھی عمل پیرا ہو کیونکہ مخالفت کی صورت میں سائل اس کا فتویٰ قبول کرنے سے انکار کر دے گا یا کم از کم شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گا ۔31

صبر و تحمل:

فتویٰ پوچھنے والا اگر کمزور فہم کا حامل ہو تو مفتی کو چاہیے کہ اس کے ساتھ شفقت اور نرمی سے پیش آئے اور صبر و تحمل کے ساتھ اس کی گفتگو سنے پھر نرمی کے ساتھ اس سے مسئلہ کی جزئیات معلوم کرے اس کے بعد محبت کے ساتھ اس کا جواب دے ۔اللہ تعالیٰ اس کام پر بہت اجر دیں گے ۔32

مشورہ :اگر قرآن حدیث کی کوئی عبارت سمجھ نہ آئے یا کسی مسئلہ کے متعلق کوئی مشکل درپیش ہو تو جید اور قابل اعتماد علمائے کرام سے اس کے متعلق مشورہ کر لیا جائے ۔اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ کو اس کا حکم دیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:"آپ ان سے مشورہ کر لیا کریں ۔"33 نیز حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہ عہد کے مبارک میں ایک شخص زخمی ہو گیا اور اسی دوران اس کو احتلام ہوا تو اس کے ساتھیوں نے اسے غسل کرنے کا فتویٰ

دیا چنانچہ اس نے غسل کیا اور سردی لگنے سے اس کی موت واقعہ ہو گئی ۔جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ؐ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :"اللہ انہیں غارت کرے انہوں نے اسے مار دیا ہے کیا جہالت کا علاج کسی سے پوچھ لینا نہیں تھا ؟"[34]

مزاج میں اعتدال :

امام بن قیم فرماتے ہیں :" مفتی کے لئے کسی صورت میں بھی جائز نہیں کہ وہ سخت غصے شدید بھوک انتہائی پریشانی

غلبہ نیند ہنگامی حالات حاجت بول و براز قلبی مشغولیت یا ایسی کوئی چیز محسوس کرے جس سے اس کا مزاج معتدل نہ رہے اور وہ مسئلہ کا پوری طرح ادراک نہ کر سکے تو اسے فتویٰ نہیں دینا چاہیے اگر ایسی حالت میں فتویٰ صحیح ہو اتو

اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایت ہے بہر حال مفتی حضرات کو مذکورہ حالات میں فتویٰ دینے سے گریز کرنا چاہیے ۔"35

سہل انگاری اور جلد بازی :

فتویٰ دینے میں سہل انگاری سے کام لینا حرام ہے اورجو شخص اس سلسلہ میں مصروف ہو اس سے فتویٰ لینا درست

نہیں ہے واضح رہے کہ سہل انگاری کا مطلب یہ ہے کہ کامل غور و فکر اور تحقیق کے بغیر فتویٰ دیا جائے اس بنا پر مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ فقہ الواقع اور فقہ النوازل کا ادراک کرے اس کے علاوہ عرف عام اور جدید اصطلاحات سے بھی واقف ہو نیز فتویٰ کا مضمون واضح ہو یعنی مبہمات اشارات اور کنایات سے گریز کیا جائے تاکہ کج فہم لوگ اس کے فتویٰ سے اپنا مطلب نہ کشید کر سکیں ۔36

راز کی حفاظت :

مفتی کی حیثیت ایک طبیب کی سی ہوتی ہے لوگ اس کے پاس اپنے ذاتی احوال و ظروف بیان کرکے فتویٰ طلب کرتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ ان کے ذاتی رازوں پر کوئی دوسرا

مطلع ہو ،ایسے حالات میں مفتی کو چاہیے کہ وہ سائلین کے اسرار و خصوصی احوال کو کسی پر ظاہر نہ کرے کیونکہ ایسا کرنا خیانت ہے ۔37

فتویٰ سے رجوع :

اگر فتویٰ دینے کے بعد مفتی کو معلوم ہو کہ اس سے غلطی ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا جائے جیسا کہ حضرت عمر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا کہ باطل میں پیش قدمی کرنے سے بہتر ہے کہ حق طرف رجوع کر لیا جائے۔38 پھر اپنے رجوع سے لوگوں کو مطلع بھی کرنا چاہیے ۔

وضاحت مزید:

اگر مفتی کسی کو پیش آمد مسئلہ یا کوئی ضروری شرعی حکم سمجھانا چاہتا ہو تو اسے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے سائل کو مزید پندو نصائح سے نوازنا چاہیے جیسا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سمندر کے پانی کے متعلق سوال ہوا تو آپؐ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سائل کو سمندر کے مردہ جانوروں کے متعلق بھی آگاہ فرما دیا: "سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے ۔"39

مستفتی کے آداب :

فتویٰ طلب کرنے والے کو مستفتی کہا جاتا ہے اس کے آداب حسب ذیل ہیں جن کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے ۔

حقیقت بیانی :

سائل کو چاہیے کہ وہ فتویٰ طلب کرتے وقت تمام احوال و وقعات سے مفتی کو آگاہ کرے اس سلسلہ میں کسی قسم کی چشم پوشی سے کام نہ لے تا کہ فتویٰ پیش آمدہ صورت حال کے عین مطابق ہو اگر حقائق کو چھپا کر کسی چیز کی حلت کا فتویٰ حاصل کر لیا تو وہ چیز اس کے لئے حلال نہ ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اس کی وضاحت فرمائی : "کہ تم میرے پاس اپنے تنازعات لے کر آتے ہو بعض اوقات کوئی شخص اپنے زور بیان سے غا

لب آجاتا ہے اور میں اس کے دلائل سن کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہوں لیکن در حقیقت وہ اس فیصلہ کا حقدار نہیں ہوتا تو ایسے حالات میں اگر میں نے اس کی چرب زبانی کے پیش نظر اس کے بھائی کا حق اسے دے دیا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے قبول نہ کرے کیونکہ میں اسے آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔"40 اس حدیث کے پیش نظر اگر کوئی غلط بیانی سے فتویٰ حاصل کر لیتا ہے تو اس فتویٰ سے وہ چیز اس کے لئے حلال یا جائز نہیں ہو سکے گی بلکہ ایسے حالات میں انسان کا دل بھی اس پر مطمئن نہیں ہوتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :ایسے حالات میں خود انسان اپنے دل سے فتویٰ طلب کرے اگرچہ مفتی اس کے حق میں فتویٰ دے دے۔[41]

خلوص نیت:

سائل کا مقصد مسئلہ کا شرعی حل معلوم کرنا اور دین کے بارے میں استفادہ کرنا ہو نہ کہ مفتی کا امتحان لینا قطعاً مقصود نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی یہ کہ بلا مقصد ایسے مسائل کو اچھالا جائے جن سے فتنہ نزاع پھیلنے کا خدشہ ہو کیونکہ مجمع عام میں کسی کو پریشان کرنا یا فتنہ کو ہوا دینا دونوں ناجائز ہیں۔یعنی جس طرح مفتی کے لئے کتمان حق جائز نہیں اسی طرح اظہار حق جو فتنہ و فساد کا پیش خیمہ ہو وہ بھی درست نہیں نیز فتویٰ پوچھنے والے کے لئے فتنہ پیدا کرنے کی غرض سے فتویٰ لینا جائز نہیں ہے علماء نے لکھا ہے : کہ اگر فتوی سے فتنہ فساد کا ڈر ہو یا فتویٰ پوچھنے والا فتویٰ پوچھ کر فتنہ کھڑا کرنا چاہتا ہو یااس کا کوئی مذموم مقصد ہو تو مفتی کو مصلحت کی بنا پر فتویٰ نہیں دینا چاہیے -[42]

مرضی کا فتویٰ:

سائل کے لئے ضروری ہے کہ وہ مفتی سے اپنی مرضی کے مطابق فتویٰ لینے کی کوشش نہ کرے اور نہ ہی اس پر اس سلسلہ میں کوئی دباؤ ڈالا جائے اسے کسی صورت میں مجبور نہ کیا جائے کہ اگر آپ فلاں چیز کے جواز کا فتویٰ دے سکتے ہو تو لکھ دو بصورت دیگر رہنے دو اور نہ ہی اپنی مرضی کا فتویٰ حاصل کرنے کے لئے مختلف اہل علم کے پاس جائے کہ کسی طرح

سود حلال ہو جائے یا کوئی مفتی مردوں کے لئے سونا یا ریشم حلال کر دے سائل کو چاہیے کہ وہ ایسی خرافات سے اجتناب کرے۔[43]

کتاب و سنت کی بالادستی:

سائل کو چاہیے کہ وہ کتاب و سنت کے مطابق فتویٰ طلب کرے یہ نہ کہے کہ میں فلاں امام کا مقلد ہوں لہذا مجھے اس کے مطابق فتویٰ دیا جائے کیونکہ ہم صرف کتاب و سنت کی اتباع لازم ہے قرآن کریم میں اس اصول کو بیان کیا گیا ہے ویسے بھی تمام ائمہ دین کا یہی ارشاد ہے: "اگر ہماری بات کتاب و سنت کے خلاف ہو تو ہمارا فتویٰ ترک کر کے کتاب و سنت کا تمسک کیا جائے۔"

فرضی مسائل:

سوال پوچھتے وقت فرضی مسائل اور بال کی کھال اتارنے سے گریز کیا جائے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں تمہارے لئے ناپسند کی ہیں قیل و قال، اضاعت مال اور سوال درسوال"[44] حضرت ابن عباس اپنے شاگرد حضرت عکرمہ سے فرمایا کرتے تھے: "جو شخص آپ سے بلا مقصد سوال کرے اسے ہرگز جواب نہ دیا جائے۔"[45]

علمائے حق کی تلاش:

فتویٰ پوچھنے والے کو چاہیے کہ وہ کتاب وسنت کے ماہرین اور باعمل علمائے کرام کی طرف رجوع کرے اور قابل اعتماد ثقہ اہل علم سے فتویٰ حاصل کرے یہ درست نہیں کہ مذہبی تعصب کی بنا پر وہ جید اور فاضل علمائے حق کو نظر انداز کر کے اپنے مسلک یا گروہ کے علماء سے رابطہ کرے خواہ وہ علم سے کورے ہوں سائل کو اس سلسلہ میں بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

اکرام علماء:

علامہ ابن صلاح لکھتے ہیں :" فتویٰ طلب کرنے والے کو چاہیے کہ وہ مفتی حضرات کا ادب و احترام ملحوظ رکھے۔"[46]

فتاویٰ کی ابتداء وتاریخ

تاریخ فتویٰ :

فتویٰ پوچھنے اور فتویٰ دینے کا سلسلہ تو نزول وحی کے وقت ہی سے جاری و ساری ہے جس کا تذکرہ اجمالاً﴿يَسأَلُونَكَ وَيَستَفتُونَكَ﴾ والی آیت میں موجود ہے، جنہیں پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے۔اور لوگ اپنے پیش آمدہ مسائل اور مشکل احکامات کے بارے میں شروع ہی سے فتویٰ طلب کرتے آئے ہیں اور رسول کریم ﷺ وحی الٰہی کی روشنی میں انہیں جواب دیتے رہے اور پوری امانت و دیانت کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے اللہ کی وحی لوگوں کو تک پہنچایا۔آپ نے مختلف اوقات میں جو فتاویٰ صادر فرمائے وہ کتب حدیث میں بکھرے پڑے ہیں اور ان کا معتدبہ حصہ امام ابن قیم نے اعلام الموقعین عن رب العالمین4۔ 266-414 وفی نسخہ 933- 1040بتحقیق زائد بن صبری بن علقمہ دارطیبہ میں ذکر فرمایا ھے اور یہ فتاویٰ جات فتاویٰ رسول اللہ ﷺ کے نام سے خلیل مامون پہنچا کہ تحقیق کے ساتھ دارالمعرفۃ بیروت سے بھی طبع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ اور یہ کتاب اردو قالب میں بھی ڈھل چکی ہے۔ حدیبیہ پبلیکیشنز رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سے مولانا جونا گڑھی کے ترجمہ اور مولانا ابو یحیٰ محمد زکریا زاہد صاحب حفظہ اللہ کی تصحیح و اضافہ کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔اسی طرح نبی کریم ﷺ سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات موسوعة فتاوی النبی ﷺ ودلائها الصحيحة من النسة الشريفة کے دو ضخیم جلدوں میں دارالکتب العلمیہ بیروت سے طبع ہو چکے ہیں۔نبی مکرم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرامؓ نے بہت سارے مسائل کے بارے میں فتاویٰ صادر فرمائے اور تابعین عظام بھی اس کار خیر سے پیچھے نہ رہے۔امام ابن حزم الاندلس م 456ھنے ایک کتاب بعنوان' اصحاب الفتیا من الحابۃ والتابعین و من بعدھم علی مراتبھم فی کثرۃ الفتیا'مرتب کی جو سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ بیروت نے طبع کی ہے جس میں 452 مفتیان کرام صحابہ و تابعین وغیرہ ہم کا تزکرہ کیا گیا ہے۔امام ابن حزم

فرماتے ہیں:"ولقد تقصينا من روى عنه فتيا في مسألة واحدة فأكثر فلم نجدهم إلا مائة وثلاثة وخمسين بين رجل وامرأة فقط مع شدة طلبنا في ذلك وتهممنا وليس منهم مكثرون إلا سبعة فقط وهم عمر وابنه عبد الله وعلي وابن عباس وابن مسعود وأم المؤمنين عائشة وزيد بن ثابت والمتوسطون فهم ثلاثة عشر فقط يمكن أن يوجد في فتيا كل واحد منهم جزء صغيرفهؤلاء عشرون فقط والباقون مقلون جدا فيهم من لم يرو عنه إلا فتيا في مسألة واحدة فقط ومنهم في مسألتين وأكثر من ذلك يجتمع من فتيا جميعهم جزء واحد"47 جن صحابہ کرام ؓ سے ایک یا ایک سے زیادہ مسائل میں فتویٰ روایت کیے گئے ہیں ان کا اچھی طرح سروے کیا گیا ہے صرف 153 مرد اور خواتین کا ذکر ملا ہے۔ اور ان میں صرف سات صحابہ کرام ایسے ہیں جن سے کثیر تعداد میں فتاویٰ مروی ہیں اور وہ یہ ہیں:

1۔ حضرت عمربن الخطاب ؓ 23ھ۔ 644ء

2۔ عبداللہ بن عمر ؓ 74ھ۔ 693ء

3۔ حضرت علی بن ابی طالب ؓ 40ھ۔ 661ء

4۔ عبداللہ بن عباس ؓ 68ھ۔ 687ء

5۔ عبداللہ بن مسعود ؓ 32ھ۔ 653ء

6۔ ام المومنین عائشہؓ 57ھ۔ 677ء

7۔ زید بن ثابت ؓ 45ھ۔ 665ء

اور متوسط 13 ہیں ممکن ہے ان میں سے ہر ایک کا مجموعہ فتاویٰ ایک چھوٹے سے جز پر مشتمل ہو۔ تو یہ کل 20 صحابہ کرامؓ ہوئے باقی صحابہ کرام ؓ بہت کم فتویٰ دینے والے تھے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن سے صرف ایک مسئلہ میں فتویٰ روایت کیا گیا اور بعض سے دو یا اس سے زیادہ فتویٰ بیان کیے گئے ہیں۔ان فتاویٰ جات کا ایک جزء میں مجموعہ تیار ہو سکتا ہے ۔ عصر حاضر میں صحابہ کرام سے مروی فتاویٰ جات کو مرتب کیا جا رہا ہے ۔ اور دکتور محمد اواس قلعہ حجا نے کئی صحابہ کرام کے فتاویٰ جات کو الگ الگ کتب میں اکٹھا کیا ہے جن کے تراجم ادارہ معارف اسلامی منصورہ سے طبع ہو چکے ہیں۔امام ابن القیم نے رداعلام الموقعین کے شروع میں ہی فقہائے مدینہ ، مکہ ،

بصرہ ، کوفہ ، شام ، مصر ، قیروان، اندلس ، یمن اور بغداد کا تذکرہ کیا ہے۔اور ان کی یہ تفصیل امام حزم کی فراہم کردہ معلومات سے ہی ماخوذ ہے۔پھر یہ بھی یاد رہے کہ دوسری صدی ہجری میں اصول و ضوابط کے اختلاف کے پیش نظر فقہاء کے دو گروہ بن گئے ایک اہل حدیث کا گروہ جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور آثار صحابہ کرام کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ صادر کرتے تھےاور جب تک کسی حادثے یاواقع کا وقوع نہ ہوتا فتویٰ صادر نہیں کرتے تھے اور دوسرا گروہ اہل الرائے کا پیدا ہو گیا جن میں عراق کے لوگوں کو غالب اکثریت تھی ان کا احادیث رسول کے ساتھ شغف کم تھا اور یہ غیر پیش آمدہ مسائل بلکہ محال اور غیر ممکل الوقوع مسائل فرض کر کے اپنی آراء کا اظہار کرتے تھے۔ جس کی تفصیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ''حجتہ اللہ البالغتہ'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے ۔48 یقیناً یہ بہت بڑی خدمت ہے کہ کتاب و سنت کے حاملین علماےئ اہل حدیث کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف و امتیاز بخشا ہے کہ وہ کتاب و سنت کے چشمہ صافی سے مستفیض ہوکر خدمت دین میں مصروف رہے ہیں ان حضرات کے فتاوی بازار میں دستیاب ہیں جن کے مطالعہ سے ہر منصف مزاج قاری محسوس کرتا ہے کہ ان میں ظن و تخمین اور شخصی آراء پر مبنی فتاوی نہیں ہیں بلکہ کتاب و سنت سے مدلل اور مزین فتاوی پڑھ کر قارئین کو دلی اطمینان نصیب ہوتا ہے فتاوی نذیریہ فتاوی ثنائیہ فتاوی ستاریہ فتاوی اہل حدیث فتاوی سلفیہ فتاوی برکاتیہ اور فتاوی علمائے اہل حدیث اس سلسلۃ الذہب کی شاندار کڑیاں ہیں ۔ ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے ۔

فتاوی نذیریہ مولف :

شیخ الکل سید مولانا محمد نذیر حسین محدث دہلوی ہیں یہ مجموعہ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے دو نامور شاگردوں مولانا محمد شمس الحق عظیم آبادی اور مولانا محمد عبدالرحمن مبارک پوری کا مرتب کردہ ہے اس پر مولانا محمد شرف الدین دہلوی کی نظرثانی اور مختصر تعلیقات ہیں یہ فتاویٰ تین جلدوں تک ایک ہزار نو صد پنتیس1935 صفحات اور ایک ہزارنو صد تنتالیس 1943 فتاویٰ پر مشتمل ہے اس میں سید صاحب کے علاوہ چار صد ستائیس

427 دیگر مفتیان کرام کے فتاوی بھی شامل ہیں اس میں عقائد تقلید و اجتہاد سنت بدعت طہارۃ وصلوۃ صدقات وزکوۃ نکاح و طلاق قربانی و عقیقہ حدودو تعزیر صید وذبائح وصوم وحج حظر واباحت اور بیوع وغیرہ تقریباً اٹھاون 58 مختلف عنوانات کے متعلق فتاوی موجود ہیں۔

فتاویٰ ثنائیہ:

مولف: مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری 1870تا1948ء اس فتاویٰ کی جمع وتریب اور تبویب کا کام مولانا محمد داؤد راز دہلوی نے انجام دیا اور مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی نے حواشی وتعلیقات کا اضافہ کیا ہے یہ فتاوی دو جلدوں ایک ہزار چھ صد چودہ 1614 صفحات اور ایک ہزار ثار سو تیرانوے 1493 فتاوی پر مشتمل ہے اس میں مولانا امرتسری کا فتویٰ دینے کا اندازہ اکثر وبیشتر انتہائی مختصر ہے سب سے زیادہ تشریحی فتاوی ' جناب ابو سعید شرف الدین دہلوی کے فتاوی'شرفیہ' کے عنوان سے مذکور ہیں اس مجموعہ میں عقائد صلوۃ زکوۃ حج جنائز نکاح وطلاق اور بیوع سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔

فتاویٰ ستاریہ:

مولف: ابو محمد عبد الستار بن عبد الوہاب دہلوی 1905ءتا1966ء اس فتاویٰ کی جمع و ترتیب مفتی جماعت غرباء اہل

حدیث مولانا حافظ عبد الغفار نے کی ہے فتاویٰ کا یہ مجموعہ آٹھ سو آٹھ 808 صفحات اور سات سو 700 فتاوی پر

مشتمل ہے اس میں مختلف شعبہائے زندگی سے متعلق متفرق فتاویٰ موجود ہیں فتویٰ کی تقسیم مضامین کے اعتبار سے نہیں کی گئی بلکہ ہر جلد میں بلا ترتیب فتاویٰ شامل ہیں اکثر فتاویٰ کا تعلق عموی نوعیت کے شخصی مسائل سے ہے اعتقادات اور فروغی اختلاف کے متعلق مسائل مفصل اور مدلل ہیں اس میں مفتی ابو محمد عبد الستار کے علاوہ ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ عبد الغفار اور دیگر مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔

فتاوی اہل حدیث مولف :

مو لا نا حا فظ عبد اللہ محدث رو پڑی1887 ءتا1964ءاس مجمو عہ کی جمع تر تیب اور اشا عت کے فرائض ان کے نامو ر شا گر د مو لا نا محمد صدیق نے انجا م دیئے ہیں یہ مجمو عہ دو جلدو ں ایک ہزا چا ر سواڑتالیس1488 صفحا ت اور ایک ہزا ر ایک سو پچیس 1125فتاو یٰ پر مشتمل ہے اس مجموعہ میں شا مل تمام فتاوی حا فظ رو پڑی کے ہیں۔ دوسر ے مفتیا ن کرام کے فتا و یٰ اس میں شا مل نہیں ہے فتا و یٰ کا انداز تحقیقی لیکن انتہا ئی آسا ن اور سہل سہل ہے جس سے عا م معولی پڑھا لکھا انسا ن بھی آسانی سے استفا دہ کر سکتا ہے۔ اس مجموعہ میں ایمان و عقائد طھا ر ۃ صلو ۃ زکو ۃ صوم حج تجا ر ت ھبہ وقف نکا ح و طلا ق حظر حظر وا با حت اور اما ر ت وغیرہ کے متعلق فتا ویٰ ہیں۔ اس کا ما خذ قر آن و حدیث اور یہ یہ مجمو عہ مسلک اہل حدیث کا بے باک تر جما۔ن ہے

فتاو یٰ سلفیہ مولف :

مو لا نا اسما عیل سلفی متوفی 1968ءاس میں مو لا نا سلفی رحمۃ اللہ علیہ کے ان فتو وں کو کتا بی شکل میں شائع کیا گیا ہے جو ہفت روز ہ الا عتصا م میں وقتاً فوقتاً شا ئع ہو تے رہے ہیں تو فتاو یٰ کا یہ مجمو عہ ایک جلد صفحات192 اور تئیس23 فتا و یٰ پر مشتمل ہے اگر اس میں ضمنی فتا ویٰ کو شا مل کر لیا جا ئے تو کل تعداد تیس30 ہو جا تی ہے مجمو عہ مر و جہ محفل میلا د نماز نکا ح و طلاق احکا م میت گا ؤں میں جمعہ اور رؤیت ہلال وغیرہ سے متعلق ہے اس میں زیا دہ تر دلا ئل قرآن و حدیث سے پیش کیے گئے ہیں اگر کسی مسئلہ میں قر آن و حدیث سے دلیل نہیں مل سکی تو اس کی صرا حت کر دی گئی ہے جیسا کہ عشر کے متعلق فتویٰ میں وضا حت کی گئی ہے۔

فتا و یٰ بر کا تیہ مولف :

مو لا نا ابو البر کا ت احمد بن محمد اسما عیل 1936ءتا 1991ءاس مجمو عہ کو مو لا نا محمد یحیی طا ہر نے مر تب کر کے شائع کیا ہے۔ یہ ایک جلد تین سو اڑسٹھ 368 صفحا ت اور پانچ صد اٹھا و ن

ن 558 فتاوی پر مشتمل ہے اس مجموعہ میں عقائد و عبادات نکاح وطلاق اور چند متفرق مسائل مثلاً عورت کی حکمرانی انعامی بانڈز پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت اور خون کا عطیہ وغیرہ سے متعلق فتاویٰ مذکور ہیں اکثر فتاویٰ پر علامہ حافظ محمد گوندلوی 1305ھ۔ 1985ء کے تصدیقی دستخط بھی موجود ہیں جو مولانا ابو البرکات1412ھ۔ 1991ء کے شیخ محترم ہیں فتاویٰ مختصر اور آسان زبان میں ہیں جس سے سائل کے لئے صورت مسئلہ واضح ہو ہو جاتی ہے۔

حوالہ جات

1. ہود 11: 91
2. النساء 4: 78
3. التوبہ 9: 122
4. البخاری ، محمد بن اسماعیل ، ابو عبداللہ ، امام ،الجامع الصحیح ،کتاب العلم ، باب من یرد اللہ خیرا یفقہ فی الدین،الریاض،دار السلام للنشر و التوزیع ،طبع سوم ، 2000ء،رقم الحدیث:5645
5. فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب،القاموس المحیط ، مصر،مکتبہ التجاریۃ الکبری ،ج1 ، ص: 115
6. الشوکانی ، محمد بن علی ،ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول،دار الکتاب العربی،طبع اول ،1999ء، ج 1، ص:7
7. نیشاپوری، محمد بن إسحاق،ابن خزیمہ، صحیح ابن خزیمہ ،باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ،بیروت، المکتب الاسلامی، رقم الحدیث: 224
8. النووی ، یحیی بن شرف ، محی الدین ، ابو زکریا، المجموع شرح المھذب،بیروت ،دار الفکر ، ج 1، ص:24
9. صحیح البخاری ، کتاب العلم ، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین ،رقم الحدیث: 71
10. النساء 4: 176
11. مجموعۃ الفتاوی الشرعیۃ،کویت،وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، الطبعۃالاولیٰ، 1996ء ، ج 1، ص: 46
12. النساء4: 127
13. ابن قیم ، محمد بن ابی بکر ، ابو عبداللہ ،اعلام المو قعین عن رب العالمین، بیروت ، دارالفکر ، ج 1، ص:10

14. النحل16: 44

15. المجموع شرح المهذب، 2 ، ج 1، ص: 72

16. الاعراف 7: 33

17. النحل 16: 116

18. ابن الصلاح ، تقی الدین ،فتاویٰ ومسائل ابن الصلاح فی التفسیر والحدیث الاصول الفقہ، بیروت،دار المعرفۃ، ، 986ء،ص 19

19. الجامع الصحیح ،کتاب العلم ،باب کیف یقبض العلم ،رقم الحدیث : 100

20. ابن حجر ، احمد بن محمد ، العسقلانی ، فتح الباری،مکتبہ احیاء التراث الاسلامیہ ، طبع اول ، 1992ء ، ج 1، ص:236

21. الشیبانی،احمد بن محمد بن حنبل ، مسند الامام احمد بن حنبل ، بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول، 2001 ء ، ج 2، ص:321

22. الخطیب ،ابو بکر أحمد بن علي بن ثابت،البغدادی، الفقیہ و المتفقہ، الریاض،دار ابن الجوزی، طبع ثانی، 1421ھ ،ص: 202

23. المقدسی،محمد بن مفلح ،الحنبلی، ، الآ داب الشرعیہ ، کویت،جمعیۃ الاحیاء الثرات الاسلامی ، طبع اول،1997ء، ج 2، ص:159

24. الآداب الشرعیہ، ج 2، ص:155

25. الفقیہ والمتفقیہ ، ج 2، ص: 357

26. الشہرزوری، عثمان بن الصلاح ، ادب الفتویٰ، القاہرہ،مکتبۃ الخانجی، 1998ء،ص: 30

27. اعلا م الموقعین ، ج 4، ص:152

28. الدارمی،عبد اللہ بن عبد الرحمن ،مسند دارمی ،سعودی عرب ،دار المغنی للنشر والتوزیع، ، 2000 ء، ج1، ص: 275

29. مسند دارمی ، ج1، ص: 276

30. ادب الفتویٰ ، ج1، ص: 8

31. الفتا وی الشر عیہ ، ج1، ص: 74

32. ادب الفتویٰ ج1، ص: 101

33. الشوری 42: 38

34. الصنعانی،عبد الرزاق بن ھمام ، ابو بکر، مصنف عبد الرا ز ق،بیروت،المکتب الاسلامی، ، 1403ھ، رقم الحدیث : 7867

35. اعلام الموقعین ، ج1، ص: 227

36. المجموع شرح المھذب، ج1، ص: 79

37. الفتا وی الشرعیہ ، ج1، ص: 75

38. اعلام الموقعین ، ج1، ص: 86

39. الترمذی، محمد بن عیسی ،، جامع الترمذی، الر یاض،دار السلام للنشر والتو ز یع، طبع ثالث،،2000ء، ج1، ص: 101

40. القشیری مسلم بن الحجاج ، ابو الحسن ، صحیح مسلم، الر یاض،دار السلام للنشر والتو ز یع، طبع ثالث،،2000ء، ج4، ص: 12

41. البانی ، ناصر الدین ، ابو عبدالرحمن ، صحیح الجا مع الصغیر، بیروت ،المکتب الاسلامی ،رقم الحدیث : 947

42. الفتا وی الشر عیہ ،ص:167

43. ادب الفتویٰ ص : 148

44. صحیح بخا ری مع الفتح ، ج5، ص: 68

45. اعلام الموقعین ، ج4، ص: 22

46. ادب الفتویٰ،ص:150

47. الاندلسی ، علی بن احمد ، ابو محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، بیروت،دار الآفاق الجدیدۃ، ج4، ص: 176

48. عثمانی ،محمد تقی،مولانا، تقریر ترمذی اردو ، کراچی، میمن اسلامک بکس، 1999ء،ص: 72

References:

.1Hud 11: 91

.2An-Nisa 4: 78

.3Al-Tawbah 9: 122

.4Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah, Imam, Al-Jama'i al-Sahih, Kitab al-Ilam, Chapter Min Yardullah Khaira Yafiqah Fi al-Din, Riyadh, Dar al-Salam for Publishing and Al-Tawzi'ah, Third Edition, 2000, Number of Hadith: 5645

.5Firozabadi, Majiduddin Muhammad bin Yaqoob, Al-Qamoos Al-Muhait, Misr, Muktaba Al-Tajariyat Al-Kabri, Vol. 1, p. 115

.6Al-Shaukani, Muhammad bin Ali bin Muhammad, Arshad al-Fawhul al-Rishq al-Haqq min 'ilm al-usul, Dar al-Kitab al-Arabi, first edition, 1999, vol. 1, p. 7

.7Neshapuri, Muhammad Ibn Ishaq, Ibn Khuzimah, Sahih Ibn Khuzimah, Chapter Fazl al-Ulama wa Hath Ali Talb al-Ilm, Beirut, Al-Mabak Al-Islami, Number of Hadith: 224

.8Al-Nawawi, Yahya bin Sharaf, Muhyiddin, Abu Zakaria, Al-Majmoo Sharh al-Muhizb, Beirut, Dar al-Fikr, vol. 1, p. 24 .
.9Sahih al-Bukhari, Kitab al-Ilam, Chapter Man Yard Allah Bah Khaira Yafqah Fi al-Din, Number of Hadith: 71
.10An-Nisa 4:176
.11Al-Fatawi Al-Sharia Collection, Kuwait, Ministry of Endowments and Shawun-e-Islamiyya, Al-Tababat al-Awli, 1996, vol. 1, p. 46
.12Al-Nisa 4: 127
.13Ibn Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Abu Abdullah, Illam al-Laqqinin on the Lord of the Worlds, Beirut, Dar al-Fikr, vol. 1, p. 10.
.14Al-Nahl 16: 44
.15Al-Majmoo Sharh al-Muhizb, 2, vol. 1, p.: 72
.16Al-A'raf 7: 33
.17Al-Nahl 16: 116
.18Ibn al-Salah, Taqi al-Din, Fatawa and issues of Ibn al-Salah in al-Tafseer and Hadith al-Usul Fiqh, Beirut, Dar al-Marafah, first edition, 1986, p. 19
.19Al-Jami al-Sahih, Kitab al-Ilm, Chapter Kaif Yaqb al-Ilm, number of hadiths: 100
.20Ibn Hajar, Ahmad bin Muhammad, al-Asqalani, Fatah al-Bari, Muktaba Ahya al-Tarath al-Islamiyya, first edition, 1992, vol. 1, p. 236
.21Al-Shaybani, Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, Abu Abdullah, Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, Beirut, Masisat al-Rasalat, first edition, 2001, vol. 2, p. 321
.22Al-Khatib, Abu Bakr Ahmad bin Ali bin Thabit, Al-Baghdadi, Al-Fiqih wa Al-Mutafqa, Al-Riyadh, Dar Ibn Al-Jawzi, Second Edition, 1421 AH, p: 202
.23Al-Maqdisi, Muhammad bin Muflah, Al-Hanbali, Abu Abdullah, Al-Dab al-Sharia, Kuwait, Jamiat al-Hayya al-Thurat al-Islami, first edition, 1997, vol. 2, p. 159
.24Al-Adaab al-Ashar Aya, vol. 2, p. 155
.25Al-Faqih and Al-Maftafiqah, vol. 2, p.: 357
.26Al-Shahrzouri, Uthman bin Al-Salah, Adab Al-Fatou, Al-Cairo, Al-Khanji Library, 1998, p. 30.
.27Al-M al-Muqahin, Vol. 4, p.: 152
.28Al-Darmi, Abdullah bin Abd al-Rahman, Abu Muhammad, Musnad Darmi, Saudi Arabia, Dar al-Mughni for publishing and distribution, first edition, 2000, vol.1, p: 275
.29Musnad Darmi, Vol. 1, p. 276
.30Adab al-Fatwa, Vol. 1, p. 8
.31Al-Fatah al-Ashar Ayyah, Vol. 1, p. 74
.32Adab Al-Fatwa Volume 1, p: 101
.33Al-Shuri 42: 38
.34Al-Sanaani, Abd al-Razzaq bin Hammam, Abu Bakr, author Abd al-Raza Q, Beirut, Al-Muktab al-Islami, second edition, 1403 AH, hadith number: 7867
.35Declaration of the Signatories, Vol. 1, p. 227
.36Al-Majmoo Sharh al-Muhizb, Volume 1, p: 79
.37Al-Fata v Al-Sharia, Vol. 1, p. 75
.38Declaration of the Signatories, Vol. 1, p. 86
.39Al-Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Abu Isa, Jami al-Tirmidhi, Al-Yaz, Dar al-Salaam for publication, 2nd edition, 2000, vol. 1, p. 101
.40Al-Qashiri Muslim bin Al-Hajjaj, Abu Al-Hasan, Imam, Sahih Muslim, Al-Riyaz, Dar al-Salaam for publication, 2nd edition, 2000, Vol. 4, p. 12.

.41Albani, Nasir al-Din, Abu Abd al-Rahman, Sahih al-Ja'a with al-Sagheer, Beirut, Al-Muktab al-Islami, Number of Hadith: 947

.42Al-Fata V al-Ashar Ayah, p.: 167

.43Adab al-Fatwa page: 148

.44Sahih Bukhari with al-Fath, Vol. 5, p. 68

.45Declaration of the Signatories, Vol. 4, p. 22

.46Adab al-Fatwa, p.: 150

.47Al-Andalsi, Ali bin Ahmad, Abu Muhammad, Al-Ahakm fi Usool al-Ahakm, Beirut, Dar al-Afaq al-Jadiyya, Vol. 4, p. 176.

.48Usmani, Mohammad Taqi, Maulana, Speech by Tirmidhi Urdu, Karachi, Memon Islamic Books, 1999, p: 72